تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انٹرنیٹ گزٹ

المنار

جلد نمبر: 5

اگست: 2015

شمارہ: 08

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

مجلس ادارت: عطاء القادر طاہر، سید حسن خان، آصف علی پرویز، رانا عبدالرزاق خان

مینیجر: سید نصیر احمد

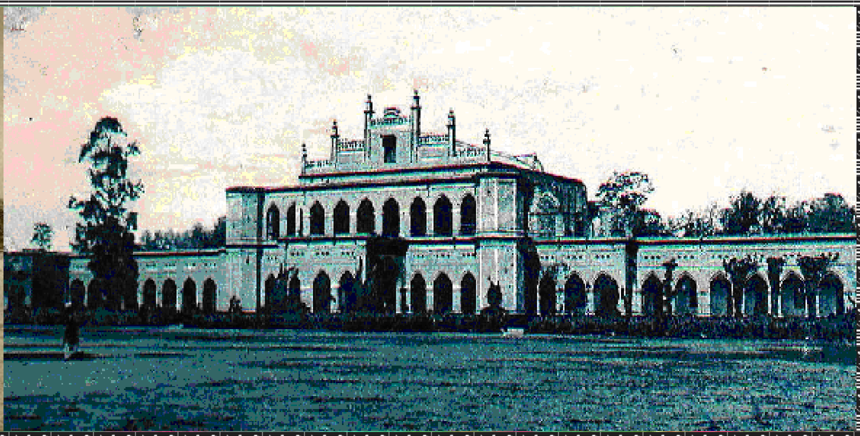

Taleem-Ul-Islam College
Old Students
Association - U.K

53, Melrose Road,
London, SW18 1LX.
Ph. : 020 8877 5510
Fax: 020 8877 9987
e-mail:
ticassociation@gmail.com

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔ آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

قال اللہ تعالیٰ

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

(سورۃ البقرۃ: 187)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

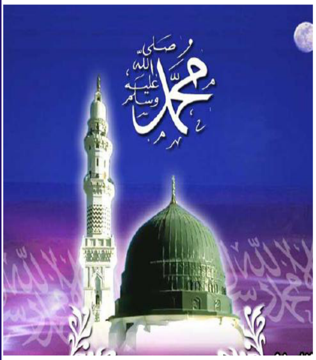

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات الحدیقۃ الصالحین صفحہ 136)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنھوں نے دنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

(روحانی خزائن جلد 6 برکات الدعا صفحہ 11-12)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔ کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہوگے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کیلئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کیلئے ہے۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 151)

دِل کی سختی کا ایک بہت ہی عجیب نسخہ

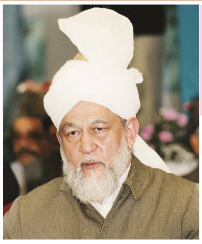

"سب سے پہلے تو میں اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جو اپنے دِل کی سختی کی شکایت کرتے ہیں۔ کئی دفعہ لوگوں کو جب سمجھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم چاہتے تو ہیں نرمی کرنا مگر ہمارے دِل میں ایک سختی ہے جس پر قابو پانا مشکل ہے تو اُن کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ نصیحت کام دے سکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی سخت دِلی کی شکایت کی۔ دیکھیں کوئی پہلو ایسا باقی نہیں قیامت تک کیلئے جس پر آنحضرت ﷺ نے روشنی نہ ڈالی ہو اور کوئی مشکل ایسی نہیں جس کا حل نہ تجویز فرمادیا ہو اور وہی حل بہترین ہے جو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ فرمایا:

"اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دِل نرم پڑ جائے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر دستِ شفقت رکھ۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ براہ راست جب دکھ سے واسطہ پڑتا ہے اور دکھ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو دل کی سختی از خود دور ہو جاتی ہے۔ یہ بہت ہی عجیب نسخہ ہے جس کی طرف عام طور پر دھیان نہیں جاتا.... یہ بہت گہرے نفسیاتی نکتے ہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا آپ کو دنیا کے کسی روحانی طبیب کے نسخوں میں نہیں ملیں گے۔"

(خطبہ جمعہ 5 فروری 1999)

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں، مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے، دِن رات بجا کر نقارہ
کیا بدھیا، بھینسا، بیل، شتر کیا گوئیں، پلّا سر بھارا
کیا گیہوں، چاول، موٹھ، مٹر کیا آگ دھواں اور انگارہ
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بنجارہ

(نظیر اکبر آبادی)

خیر خواہی

حضرت عبد اللہ حنیفؒ کے ملنے کو دو صوفی دور دراز ملک سے آئے۔ جب آپ کی خانقاہ میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہؒ بادشاہ کے دربار میں گئے ہیں۔ ان دونوں صوفیوں نے دِل میں سوچا کہ یہ کیسا ولی ہے جو بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر شہر میں گھومنے لگے۔ جب وہ ایک درزی کی دوکان کے پاس پہنچے تو انہوں نے سوچا کہ خرقہ پھٹ رہا ہے، اسے سی لیں۔ چنانچہ درزی کی دوکان گئے اور اس سے سوئی طلب کرکے اپنا خرقہ سینے لگے۔ اتفاقاً درزی کی قینچی کھوگئی اور درزی نے گمان کیا کہ میری قینچی انہی دو صوفیوں نے چرائی ہے۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ میری قینچی کے چور ہیں۔ حضرت عبد اللہ حنیفؒ وہیں تشریف فرما تھے۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ یہ تو دو صوفی منش انسان ہیں۔ ان کا یہ کام نہیں ہوسکتا۔ انہیں چھوڑ دو۔ بادشاہ نے حضرت کے کہنے پر انکو چھوڑ دیا۔ پھر آپؒ نے ان دونوں صوفیوں سے فرمایا: "بھائی تمہاری بدگمانی درست نہ تھی۔ میں ایسے ہی کاموں کیلئے یہاں آتا ہوں۔" یہ بات دیکھ کر دونوں صوفی آپ کے مرید ہو گئے۔

حاتم سے بڑا رتبہ

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے مشہور سخی حاتم طائی سے سوال کیا کہ آپ نے دنیا میں کسی کو اپنے آپ سے بھی زیادہ سخی پایا؟ حاتم نے جواب دیا:

"ہاں ایک لکڑہارے کو۔ ہوا یوں کہ ایک بار میں نے اپنے مہمانوں کی ضیافت کیلئے چالیس اونٹ ذبح کئے۔ دعوت عام تھی۔ ہر شخص کو آنے کی اجازت تھی۔ جو آتا پیٹ بھر کر کھانا کھاتا۔ اس دن میں کسی ضرورت سے جنگل گیا۔ تو وہاں ایک لکڑہارے کو دیکھا جو لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا تو آج یہ کام کیوں کر رہا ہے۔ حاتم کے گھر کیوں نہیں جاتا؟ وہاں تجھ کو بہترین کھانا ملے گا۔"

اس لکڑہارے نے میری یہ بات سنی تو بے پروائی سے بولا: "جو شخص محنت سے اپنی خوراک حاصل کرسکتا ہے وہ حاتم طائی کا احسان کیوں اٹھائے؟"

یہ بات سنا کر حاتم بولا: پس میں نے اس لکڑہارے کو اپنے سے زیادہ ہمت والا اور سخی پایا۔"

(گلستان سعدی سے انتخاب)

تعلیم الاسلام کالج اور میری یادیں

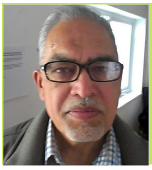

(سید حسن خان-لندن) قسط: دوم

جہاں تک دوسرے پروفیسر صاحبان کا تعلق ہے جیسے پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے آپ عربی پڑھاتے تھے۔ان سے بھی مجھے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

کھیلوں کا جہاں تک تعلق ہے۔پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم اے باسکٹ بال کے انچارج تھے۔آپ کے زیر اہتمام باسکٹ بال ہوتا تھا۔آپ بڑی محنت اور خندہ پیشانی کے ساتھ کھلاڑیوں کی ضرویات کا اوران کی صحت کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ان کے زیر اہتمام آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ کالج کی گراؤنڈ میں بڑے زوروشور سے ہوا کرتا تھا۔دوردور سے بڑی بڑی ٹیمیں اس ٹورنامنٹ میں حصہ لیا کرتی تھیں۔خوشی کی بات

کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ایم اے آکسن پہلے اس گیم کے خود انچارج ہوا کرتے تھے اور آپ ہی اس گیم کے بانی مبانی تھے۔آپ کے زمانہ میں ہمارے کالج نے بڑے عمدہ کھلاڑی پیدا کیئے۔جن کو پاکستان کی نیشنل ٹیم میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی۔

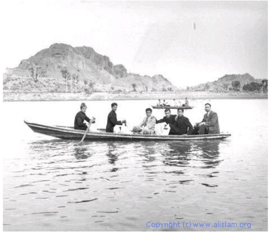

ہمارے کالج کی رویئنگ Rowing کی ٹیم بھی سارے پنجاب میں اوّل نمبر پر تھی۔اس ٹیم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں بہت تھیں۔دریائے چناب میں رویئنگ کے لیے باقاعدہ پریکٹس ہوتی تھی اوردریا کے کنارے کالج کی طرف سے بہت سی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی کالج کی طرف سے خریدی گئی تھیں جن پر پریکٹس کی جاتی تھی۔اس کھیل کے انچارج بھی چوہدری محمد علی صاحب تھے۔

ہاکی کا کھیل بھی ہمارے کالج کا بہت ہی مقبول اورعمدہ کھیل تھا۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کالج کی ٹیم ضلع بھر میں بہت اچھی اورمعیاری ٹیم کہلاتی تھی۔ہماری ٹیم میں بہت ہی عمدہ اور پایہ کے کھلاڑی تھے۔ہاکی ٹیم کے انچارج اورکوچ پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مرحوم تھے۔ماشاء اللہ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ تمام کھلاڑیوں کو اپنے گھر بلاکر باقاعدہ چائے اور بسکٹ سے تواضع کیا کرتے۔اورآپ انتہائی مہمان نواز اورشفقت کرنے والے انسان تھا۔ان کے ساتھ میں نے بطورکھلاڑی کے بہت سا وقت گزارا۔زیادہ تر جب ہاکی کے ٹورنامنٹ قریب آتے تو آپ تمام کھلاڑیوں کو گھر پر بلاکر باقاعدہ پلاننگ کیا کرتے تھے۔اب تو آپ ہم میں موجود نہیں ہیں۔خدا تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اوراپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔

ہاکی کے کھیل کے علاوہ باسکٹ بال کی بھی بڑی اعلیٰ ٹیم تھی جو کہ محترم چوہدری محمد علی صاحب کی زیر نگرانی تھی۔آپ نے بھی اس گیم کو بڑھانے اورکھلاڑیوں کی صحت کا خیال رکھنے اورضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری بڑے احسن طریق پر نبھائی۔جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہماری ٹیم میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی چوٹی کے کھلاڑی ہوتے تھے۔(جاری)

مجھے خود اپنی نگاہوں پہ اعتماد نہیں
میرے قریب نہ آؤ، بڑا اندھیرا ہے
وہ جن کے ہوتے ہیں خورشید آستینوں میں
اُنہیں کہیں سے بلاؤ، بڑا اندھیرا ہے
ابھی تو صبح کے ماتھے کا رنگ کالا ہے
ابھی فریب نہ کھاؤ، بڑا اندھیرا ہے
فراز عرش سے ٹوٹا ہوا کوئی تارا
کہیں سے ڈھونڈ کے لاؤ، بڑا اندھیرا ہے
بنام زہرہ جبینانِ خطۂ فردوس
کسی کرن کو جگاؤ ، بڑا اندھیرا ہے

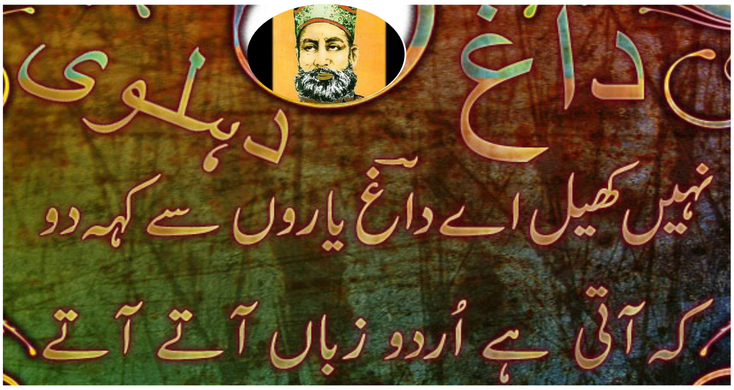

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے وابستہ
چند یادیں -

(عطاءالقادر طاہر۔لندن)

یہ ستمبر 1968 کے دنوں کی بات ہے اس وقت پاکستان ایک سنگین سیاسی بحران سے گزر رہا تھا۔ یہ زمانہ پاکستان میں ایوب خان کی حکومت کے آخری دنوں کا تھا۔ میں ان دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ ایف ایس سی کا رزلٹ نکلے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اور ہم بے چینی سے B.SC تھرڈ ائیر میں جانے کیلئے بیقرار تھے۔ لیکن تمام کالج اور تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے تھے۔ ہم اس انتظار میں رہتے تھے کہ کب کالج کھلیں گے اور تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگا۔ چونکہ میرا تعلق اوکاڑہ سے تھا اور لاہور کالج کے ہوسٹل میں رہائش تھی۔ حالات کے پیش نظر والدین کے پاس اوکاڑہ واپس آ گیا۔ میرے والد محترم حاجی عبدالقادر صاحب مرحوم و مغفور مجھے بیکار بیٹھے دیکھا کرتے اور فکر مند ہو جاتے۔ ایک دن انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ ربوہ چلے جاؤ اور تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لے لو کیونکہ یہ واحد کالج ہے جو ان حالات کے باوجود کھلا ہوا ہے اور تمہاری تعلیم کا حرج بھی نہیں ہوگا۔ والد صاحب کے اس نیک مشورہ پر غور کرتے ہوئے میں نے ربوہ جانے اور تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ والد صاحب کا مشورہ اور میرا فیصلہ میری زندگی کا ایک بہترین سنگِ میل ثابت ہوا۔

تعلیم الاسلام کالج کا ماحول نہایت تعلیمی، اچھا اور دوستانہ تھا۔ یہاں کے اساتذہ اپنے طلباء کے ساتھ نہایت ہمدردی اور توجہ کے ساتھ پیش آتے تھے یعنی تعلیمی و فلاحی امور میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے تا کہ طلباء تعلیمی لحاظ سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی ترقی کر سکیں جبکہ گورنمنٹ کالج لاہور کی زندگی اس کے برعکس تھی یعنی ٹھاٹھ باٹھ والی۔ اساتذہ کا سلوک بہت بے پرواہی کا تھا۔ وہ کلاس میں آ کر لیکچر دیتے اور خدا حافظ کہہ کر کلاس سے باہر چلے جاتے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ کسی طالب علم کو ان کے سبق کی سمجھ آئی بھی ہے یا نہیں۔

جب میں کالج میں داخلہ کیلئے وہاں پہنچا تو مجھے پرنسپل صاحب کے

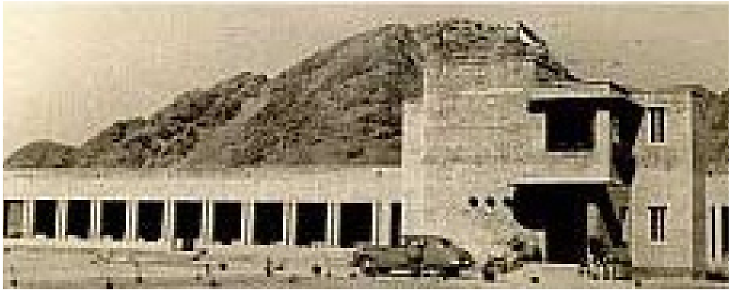

دفتر کے باہر تھوڑی دیر کیلئے بیٹھنا پڑا کیونکہ وہ اساتذہ کے ساتھ ایک مختصر میٹنگ میں مصروف تھے۔ ان دنوں کالج کے پرنسپل محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب تھے۔ جب میں ان کے دفتر میں داخل ہوا تو انہوں نے خندہ پیشانی سے مجھے بیٹھنے کو فرمایا۔ ان کے ہاتھ میں میرا داخلہ فارم تھا۔ مجھے کہنے لگے اچھا تو تم گورنمنٹ کالج سے آئے ہو۔ چونکہ بذاتِ خود ان کی وابستگی گورنمنٹ کالج لاہور اور پھر پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ رہ چکی تھی اس لئے انہوں نے دلچسپی کے ساتھ کالج کے احوال پر گفتگو فرمائی۔ پھر مجھے تعلیم الاسلام کالج میں آنے پر خوش آمدید کہا اور ہدایت فرمائی کہ کامیابی کا راز صرف محنت اور استقلال سے کام کرنے میں ہی پنہاں ہے۔

اللہ کے فضل سے جن اساتذہ سے میرا واسطہ پڑا ان میں سے چوہدری حمید اللہ صاحب جو ہمیں ریاضی پڑھاتے تھے، ڈاکٹر نصیر خان صاحب (فزکس)، سلطان محمود شاہد صاحب (کیمسٹری)، حمید اللہ صاحب (انگریزی) اور پروفیسر پرویز پروازی صاحب اردو پڑھاتے تھے۔ انکے علاوہ بعض دوسرے اساتذہ بھی دوسرے مضامین پڑھاتے تھے جن میں قابل ذکر محترم عبد الرشید غنی صاحب اور صوفی بشارت الرحمٰن صاحب اور چوہدری محمد علی صاحب ہیں۔ اساتذہ کی کاوشوں نے میرے اندر موجود علمی کمی کو دور فرمایا اور ان کا ہی یہ احسان تھا کہ جلد ہی مجھے ایک اچھا طالب علم بنا دیا اور ریاضی سوسائٹی کا صدر بننے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ تعلیم الاسلام کالج کے یونیورسٹی کا درجہ حاصل کرنے کا یہ پہلا سال تھا اور میں اُس Batch کا حصہ تھا جس نے وہاں سے 1970ء میں B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

(جاری....)

ضروری اعلانات

کیا آپ تعلیم الاسلام کالج میں زیرِ تعلیم رہ چکے ہیں؟

کیا آپکا نام ہماری تجنید میں شامل ہے؟

کیا آپکو ہمارے پروگراموں کی اطلاع مل رہی ہے؟

رانا عبدالرزاق خان
سیکریٹری تجنید
فون نمبر:07886304637

❁❁

کیا آپکو ہمارا ماہنامہ ای گزٹ المنار بذریعہ ای میل مل رہا ہے۔اگر نہیں تو ابھی خاکسار کو فون کریں یا اپنا ای میل ایڈریس TEXT کریں:

سید نصیر احمد شاہ
فون نمبر:07762366929

❁❁

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا نیا پروجیکٹ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہماری ایسوسی ایشن کو افریقن ملک ساؤ ٹومے میں ایک پرائمری سکول بنانے کے منصوبے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اس سکول کا نام تعلیم الاسلام پرائمری سکول تجویز فرمایا ہے۔ اس منصوبے کی کل لاگت اندازاً بیس ہزار پاؤنڈ ہے۔ ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے درخواست ہے کہ نیکی کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور آج ہی اپنا وعدہ لکھوائیں یا چیک درج ذیل نام پر بھجوائیں:

TI College Old Students Association

مبارک صدیقی
فون نمبر:07951406634
صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے

❁❁

❁ المنار آپکا اپنا رسالہ ہے ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بھجواتے رہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے بھجوائیے۔

اسسٹنٹ سیکریٹری اشاعت

خط و کتابت کے لئے ہمارا پتہ نوٹ فرمالیں۔

Talimul Islam College Old Students Association
Baitul Futuh Mosque, 181 London Road,
Morden Surrey, SM4 5PT
United Kingdom.

حبیب جالب

یہ اور بات ہے تیری گلی میں نہ آئیں ہم
لیکن یہ کیا کہ شہر ترا چھوڑ جائیں ہم

مدّت ہوئی ہے کوئے بُتاں کی طرف گئے
آوارگی سے دِل کو کہاں تک بچائیں ہم

شاید بقیدِ زیست یہ ساعت نہ مل سکے
تم داستانِ شوق سنو اور سنائیں ہم

بے نور ہو چکی ہے بہت شہر کی فضا
تاریک راستوں میں کہیں کھو نہ جائیں ہم

اُس کے بغیر آج بہت جی اُداس ہے
جالبؔ چلو کہیں سے اُسے ڈھونڈ لائیں ہم

یہ خوں کی مہک ہے کہ لبِ یار کی خوشبو

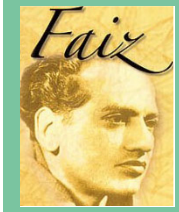

یہ خوں کی مہک ہے کہ لبِ یار کی خوشبو
کس راہ کی جانب سے صبا آتی ہے دیکھو

گلشن میں بہار آئی کہ زنداں ہوا آباد
کس سمت سے نغموں کی صدا آتی ہے دیکھو

قاتل سپاہی

دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے ہیں۔ جون کا مہینہ ہے۔ سمن آباد میں ایک ڈاکیہ پسینہ میں شرابور بوکھلایا بوکھلایا سا پھر رہا ہے۔ محلہ کے لوگ بڑی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اصل میں آج اس کی ڈیوٹی کا پہلا دن ہے۔ وہ کچھ دیر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ پھر ایک پرچون والی کی دوکان کے پاس سائیکل کھڑی کر کے دوکان دار کی طرف بڑھتا ہے:''قاتل سپاہی کا گھر کون سا ہے؟'' اس نے آہستہ سے پوچھا..

دوکان دار کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ اس کی آنکھیں خوف سے اُبل پڑیں:''ق ق.. قاتل سپاہی.. م م.. مجھے کیا پتہ؟'' اس نے جلدی سے دوکان کا شٹر گرا دیا۔

ڈاکیہ پھر پریشان ہو گیا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ کسی طریقہ سے قاتل سپاہی کا پتہ چل جائے لیکن جو کوئی بھی اس کی بات سنتا چپکے سے کھسک جاتا۔ نہ جان نہ پہچان اور اوپر سے قاتل سپاہی کے نام کی رجسٹری۔ آخر وہ کرے تو کیا کرے۔ کہاں سے ڈھونڈے سپاہی کو؟؟ اس نے پھر نام پڑھا۔ نام اگر چہ انگلش میں تھا لیکن آخر کو وہ بھی تو مڈل پاس تھا۔ تھوڑی بہت انگلش سمجھ سکتا تھا۔ بڑے واضح الفاظ میں ''قاتل سپاہی، غالب اسٹریٹ، سمن آباد'' لکھا ہوا تھا۔ دو گھنٹہ تک گلیوں کی خاک چھاننے کے بعد وہ ہانپنے لگا۔ پہلے روز ہی اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اب وہ اپنے پوسٹ ماسٹر کو کیا منہ دکھائے گا۔ اس کا حلق خشک ہو گیا اور پانی کی طلب محسوس ہوئی۔ وہ بے اختیار اٹھا اور ایک گھر کے دروازے کی bell پر انگلی رکھ دی۔ اچانک اسے زوردار جھٹکا لگا۔ جھٹکے کی اصل وجہ یہ نہیں تھی کہ bell میں کرنٹ تھا، بلکہ bell کے نیچے لگی ہوئی پلیٹ پر انگلش میں ''قاتل سپاہی'' لکھا ہوا تھا۔ خوشی کی لہر اس کے اندر دوڑ گئی۔ اتنی دیر میں دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکلا۔ ڈاکیہ نے جلدی سے رجسٹری اس کے سامنے کر دی:''کیا یہ آپ کا ہی یہ نام ہے؟'' نوجوان نے نام پڑھا اور کہا:''نہیں، یہ میرے دادا ہیں۔'' ڈاکیہ نے جلدی سے پوچھا:''کیا نام ہے ان کا؟'' نوجوان نے بڑے اطمینان سے کہا:''قتیل شفائی''--QATIL SHIPHAI

مبارک صدیقی...عید ہی عید

وہ سایہ میٹھے بادل کا
وہ چہرہ نور و نور
وہ یار طبیب جو دیکھ کے
ہر دُکھ سے کر دے دور

وہ سایہ سبز دعاؤں کا
جو کر دے جاں گلزار
وہ جس کو دیکھ کے اُجڑا من
ہو جائے برگ و بار

وہ چہرہ ایک گلاب سا
دل مانگے دید ہی دید
وہ صورت ہو جو سامنے
میری ہر دم عید ہی عید

قبلہ رُخ

افطار کے وقت بڑے تھال میں چکن بریانی دی گئی۔

مولوی صاحب نے دیکھا کہ ایک بڑا سا لیگ پیس دوسری طرف ہے۔ انہوں نے تھال گھما دیا...

سامنے والا ایک شخص بولا:''مولوی صاحب ایسا کیوں؟؟''

مولوی صاحب بولے:''بیٹا مرغے کا پیر قبلہ کی طرف تھا۔ اس لئے اس طرف کر دیا...''

ایسے زخموں کو کیا کرے کوئی
جن کو مرہم سے آگ لگ جائے
ساغر صدیقی

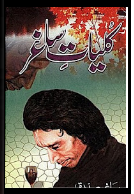

ذروں کی کہانی - آصف کی زبانی

نوبل انعام جو مل نہ سکا (آصف علی پرویز) - قسط دوئم

دوست: کیا پاکستانی حکومت نے اس غلطی کا نوٹس لیا کہ ان کے ایک شہری کو نوبل انعام سے محروم کر دیا گیا!

آصف: یہ معاملہ حکومت پاکستان کی طاقت سے باہر تھا۔ مگر ایسا ہوا کہ پاکستان کے سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی صاحب بغرض علاج لندن تشریف لائے۔ پروفیسر عبدالسلام آپ کی عیادت کو گئے تو انہوں نے آپ سے اس بات کا افسوس کیا کہ آپ کو اس انعام سے محروم رکھا گیا۔ تاہم انہوں نے اپنے طور پر حکومت پاکستان سے آپ کی حوصلہ افزائی کی سفارش کی۔

دوست: اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟

آصف: ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو حکومت پاکستان نے یوم جمہوریہ (23 مارچ) کے روز پرائڈ آف پرفارمنس Pride of Performance عطا فرمایا۔ چنانچہ الفضل ربوہ نے 12 اپریل 1958 کو مندرجہ ذیل خبر شائع کی۔

"یہ خبر جماعت میں نہایت درجہ خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ صدر مملکت جناب سکندر مرزا نے اس سال 23 مارچ کو "یوم جمہوریہ" کے موقعہ پر کارہائے نمایاں سرانجام دینے پر جن نمایاں شخصیتوں کو میڈل اور انعامات عطا کئے ہیں ان میں پاکستان کے نامور اور مایہ ناز سائنسدان محترم جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب پروفیسر امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی لندن کا نام سر فہرست ہے۔ آپ جماعت احمدیہ جھنگ شہر کے پریذیڈنٹ محترم جناب محمد حسین صاحب کے فرزند اکبر ہیں۔ سائنس کے میدان میں آپ کی شہرہ آفاق ریسرچ اور گرانقدر خدمات کے اعتراف کے طور پر صدرِ مملکت نے آپ کو پریذیڈنٹ میڈل کے علاوہ بیس ہزار روپے کا انعام بھی عطا فرمایا ہے۔ اس موقعہ پر مختلف شعبہ ہائے علوم وفنون میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی جن نامور شخصیتوں کیلئے مجموعی طور پر ایک لاکھ پانچ ہزار روپے کے انعامات کا اعلان کیا گیا۔ اس میں سب سے زیادہ رقم آپ کیلئے مخصوص کی گئی ہے۔"

دوست: پاکستان کی حکومت نے یہ اعزاز دیکر کچھ حد تک نوبل انعام نہ ملنے کی تلافی کر دی۔

آصف: انعام انعام ہی ہوتا ہے لیکن نوبل انعام بلا شبہ سائنسی دنیا میں غیر معمولی اعزاز ہے۔

دوست: کیمبرج میں پڑھانے کے دوران آپ کی اور کیا مصروفیات تھیں؟

آصف: آپ اکثر امریکہ اور دوسرے ممالک میں سائنسی کانفرنسوں میں شرکت کیلئے جاتے تھے۔ لیکن آپ روس جانے سے کتراتے تھے کیونکہ ان دنوں امریکہ اور روس کے درمیان میں سرد جنگ کی حالت تھی۔ آپکا خیال تھا کہ اگر وہ روس گئے تو شاید انہیں امریکہ جانے میں کوئی مشکل ہو۔ اس وقت آپ کے ایک احمدی دوست محترم آفتاب احمد خان صاحب لندن کے پاکستانی ہائی کمیشن میں فرسٹ سیکرٹری تھے۔ انہوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ کو روس کی جانب سے کسی کانفرنس میں شرکت کی دعوت ملے تو آپ کو وہاں ضرور جانا چاہئے۔

دوست: کیا محترم آفتاب احمد خان صاحب وہی ہیں جو لمبا عرصہ انگلستان کی جماعت کے امیر بھی رہے۔

آصف: جی ہاں! اپنی وزارت خارجہ کی ملازمت کے دوران آپ کئی ممالک میں سفیر کے معزز منصب پر فائز رہے۔ آپ نے انگلستان کی جماعت کو ایک بہت اعلیٰ درجے پر پہنچا دیا۔

دوست: کیا پروفیسر عبدالسلام صاحب روس گئے؟

آصف: کچھ عرصہ بعد ہی آپ کو روس میں ایک کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی چنانچہ آپ اس میں گئے اور روسی سائنسدانوں سے تبادلہ خیالات کیا۔

(جاری...)